المنبر

لائل پور

عبدالرحیم اشرف

شمارہ ۲۶-۲۷ * ۲۷، ستمبر ۴، اکتوبر ۱۹۶۸ء مطابق ۳ سے رجب ۱۳۸۸ھ * جلد ۱۳

ایثار کی اعلیٰ مثال

کافروں نے یہ کیا جنگِ اُحد میں مشہور
کہ پیمبر بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ دو دم

جب کہ مشہور مدینے میں جو پہنچی یہ خبر
ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم

ہو کے بیتاب گھروں سے نکل آئے باہر
کودک و پیر و جوان و خدم و خیل و حشم

اک خاتون کہ انصار نکو نام سے تھیں
سخت مضطر تھیں نہ تھے ہوش و حواس انکے بہم

موقعۂ جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
"کیا کہیں تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم"

تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ ستم

سب سے بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا ٹوٹ پڑا کوہِ الم

اُس عفیفہ نے یہ سب سن کے کہا تو یہ کہا
"یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہِ اُمم"

سب نے دی اُس کو بشارت کہ سلامت ہیں حضورؐ
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم

بڑھ کے اُس نے رخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی مرحوم

مسلم معاشرہ کو نئی تہذیب کا چیلنج

عبدالوہاب عزام (مصر)
ترجمہ: مولانا سید ابوبکر غزنوی

نئی تہذیب کے ہیولے وسطے آج سے تین سو برس قبل سائنس، فلسفہ اور اپنے صنعتی نظام کے ساتھ ظاہر ہوئے تھے پھر اس تہذیب کے خدوخال برابر ابھرتے رہے اور اس کی راہیں نمایاں ہوتی گئیں۔ حتیٰ کہ ان آخری سو برس میں یہ تہذیب پورے جوبن پر آ گئی۔

اس تہذیب کو دنیا میں بعض لوگوں نے تو خود اپنایا اور بعض پر جبراً ٹھونس دی گئی۔ اہلِ مشرق اور اہلِ مغرب کو مختلف جنگوں پر مسلط ہوا بعض اسلامی ممالک نے بطیبِ خاطر اس تمدن کی باگ ڈور سنبھالنے والوں کا تسلط اپنے ملکوں پر دیکھا تو ان کے دلوں پر ان کی ہیبت چھا گئی اور ان کے نظریات و افکار کا ایک سیلاب تھا جو مسلمانوں کی طرف امڈ آیا۔ یہ سیلاب مسلسل کئی ادوار میں رونما ہے۔ ان ادوار کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

مسلمانوں کو اس نئی تہذیب میں ایک قوت، ایک علم اور ایک صنعتی نظام نظر آیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس تمدن میں ایک نظم و نسق ہے اس کے ساتھ یہ تہذیب زندگی کا سامان بھی مہیا کرنے والی تھی اور بہت سی دنیوی لذتوں کے لئے بھی راہیں کھول رہی تھی۔ مسلمانوں کو ایک ایسا نظریۂ حیات کی دعوت کرنے والی وہ قومیں تھیں جن کے ساتھ مسلمانوں کی بڑی کئی صدیوں سے دشمنی چلی آتی تھی انہوں نے دیکھا کہ اس نظریۂ حیات کے حامی اسلامی علاقوں میں گھس گئے ہیں اپنے مسلک کا پرچار کر رہے ہیں اور اسے دل آویز بنانے کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے تین گروہ

مسلمان منتشر ہوگئے کہ وہ اس تمدن کا سامنا کیسے کریں

اکثریت ایک الجھن میں پڑ گئی اور آخر وہ اختلافِ رائے کی بنا پر تین گروہوں میں بٹ گئی۔

(الف) ایک فریق کے سامنے ان اصحابِ تمدن کی عداوت، ان کا تسلط، ان کی قہرمانیت اور ان کا ظلم و عدوان تھا جو حقیقتاً انکار دینے والے تھے یا تو حقیقتاً یا محض ان کی نظر میں اسلام کے دشمن تھے۔ اس فریق نے دیکھا کہ مسلمانوں کا دین، ایمان، اخلاق، ان کی تہذیب آزمائش میں پڑ گئی ہے پس یہ فریق یورپ کی تہذیب سے یکسر متنفر ہو گیا اور اس سے اجتناب کیا اور لوگوں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کی۔

(ب) ایک دوسرے فریق کی نظر اس قوت، علم، صنعت و حرفت، اس سیاسی و اجتماعی نظام، اقتصادی خوشحالی اور ان اسبابِ عیش پرستی پر جو یورپ اسلامی ممالک میں لایا تھا۔ اس فریق نے گمان کیا کہ یورپ نے انہیں بہت سی قیود سے آزاد کر دیا ہے وہ مغرب کے پورے تمدن کو سراہا اور اس پر فریفتہ ہو گئے ان کی انفرادیت کا نتیجہ یہ تہذیب جو انہیں ملی تھی ان کی نظر میں حقیر ہو گئی وہ یورپ کی تہذیب میں فنا ہو گئے جو کچھ یورپ کا تھا وہ ان کی نظر میں اچھا ہے اور ہر وہ بات جس کی یورپ نے مخالفت کی بری ہے۔ ان کے خیال میں تو ہمارے ہاں کوئی اچھی اور عمدہ بات تھی ہی نہیں جس کی ہم حفاظت کریں ہاں اگر یورپ ہماری کسی بات کی ستائش کرے تو تقلیداً یہ بھی اسے سراہنے لگتے ہیں مثلاً عربی گلکاری یورپ والوں کو پسند آگئی اور انہوں نے اپنے گھروں کی زیبائش کی اور اس کا نام (اربسک) عرب کی گلکاری رکھا تو مشرقی ذوق (عرب بھی انہیں میں سے ہیں) بھی اس کی تعریف کرنے لگے اور اگر اس گلکاری کو عربی نام رہتا اور اہلِ مغرب کی نگاہوں سے پسند نہ ہوتی تو اہلِ مشرق کو کبھی یہ نہ بھا سکتی اور نہ اہلِ ذوق کے لئے اس سے وہ اپنے گھروں کی آرائش کرتے۔

یورپ کی بڑھتی ہوئی طاقت نے ان کے سروں کو اپنے سامنے اور بھی جھکا دیا۔ کمزور ہمیشہ طاقتور کی تقلید کرتا ہے اور انسانی معاشرہ کی یہ عادت چلی آتی ہے کہ محکوم قومیں حاکم قوم کی پیروی کرتی ہیں۔

مغربی تہذیب کے دو حصے ہیں

(ج) مسلمانوں کے ایک تیسرے گروہ نے سوچ بچار کیا تو انہوں نے مغربی تہذیب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (۱) صنعتی تہذیب (۲) اخلاقی تہذیب۔ صنعتی تہذیب تو ان طبیعی قوانین پر مبنی ہے جو مشرق و مغرب میں اور مسلم و غیر مسلم کے ہاں یکساں ہے، مثلاً ڈاکٹری، انجینئری اور مشین سازی۔ ان علوم کا اکتساب یورپ سے کرنا چاہئے بلکہ مسلمانوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ پوری جانفشانی کے ساتھ یہ علوم یورپ سے حاصل کریں جتنی کی ضرورت ہے کہ اس اعتبار سے مغرب ہم سے بازی لے گیا ہے۔ اور اس نے پہلا استقبال کر ڈالنے سرانجام دیتے ہیں۔ وہ ان علوم کے استاد ہیں اس لئے ان سے ان علوم کے سیکھنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہئے۔

دوسری تہذیب اخلاقی تہذیب ہے اور اگر تم چاہو تو اسے اخلاقی تہذیب بھی کہہ سکتے ہو جو تاریخ، دین اور عادات و روایات سے تشکیل پاتی ہے۔ یورپ کی اخلاقی تہذیب میں کچھ خوبیاں اور کچھ برائیاں ہیں۔ کچھ رشد و ہدایت ہے کچھ گمراہی بھی ہے اس کی اچھائی میں بہت کچھ برائی بھی مل گئی ہے جس نے اس کی بعض خوبیوں کو بھی بگاڑ دیا ہے۔ اس تہذیب کو صنعتی تہذیب پر قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ تہذیب کا یہ حصہ ان سے اخذ کرنا مناسب نہیں۔ اس اعتبار سے مسلمانوں کی راہ زیادہ سیدھی اور صاف ہے اور ان کی بات زیادہ پکی اور گہری ہے۔ یہ ہمارے لئے زیبا نہیں ہے کہ اخلاقی اعتبار سے ہم مغرب کی تقلید کریں بلکہ ہمارا فرض تو یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاقی تمدن کی میراث کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور اس کی قدر و قیمت کو پہچانیں۔ یہ اعتدال پسند فریق اپنے مسلمان بھائیوں سے کہتا ہے۔

دیکھو! اس تمدن کی ظاہری آب و تاب سے مرعوب مت ہو جاؤ اس کی جھوٹی اور بھدی تمدن بلکہ فریب میں مت آؤ اس کی بہیمی لذتوں کے مزاج سے بچو، دیکھو! اس کا جبروت کہیں تمہاری آنکھوں کو چندھیا نہ دے اور اس کی بجلی کی کڑک کہیں تمہیں راہ سے نہ بھٹکا دے تم یہ گمان مت کرو کہ جن کے پاس سائنس و ٹیکنیک، دستکاری اور علوم ہے وہ اخلاقی، روحانی اور فکری اعتبار سے بھی ایک اچھا نمونہ بن گیا ہے جسے آپ کو پہچانیں اور ان اخلاقی محاسن اور انسانی فضائل کی قدر پہچانیں جن کے تم وارث ہو۔

اعتدال پسند مفکر کہتے ہیں:

مسلمانوں نے اپنی سیاسی آزادی کے لئے جو مسلسل کوشش کی ہے اس سے زیادہ اہم اور موثر بات یہ ہے کہ وہ اپنی ذہنی آزادی کے لئے جدوجہد کریں اپنی صلاحیتوں کو جانچیں اور وہی کامیابی حاصل کریں۔ اگر مغربی تہذیب کی فکری اور عملی اعتبار سے درمیان ایک آزاد، معروضی، خود مختار اور صاحب الرائے انسان کی طرح صدق سے حق کو پرکھنے کے قابل ہو جائیں۔ اس انسان کی طرح جو مقابل دو امور کے درمیان اپنی عقل اور اپنے قانون سے امتیاز کرتا ہے وہ غیروں کی عقل اور غیروں کے قانون سے امتیاز نہیں کرتا۔

ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ نئی تہذیب علمی اور صنعتی اعتبار سے انسانیت کے لئے فائدہ بخش ثابت ہوئی ہے ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ سیاسی اور اجتماعی اعتبار سے بھی یہ تمدن اپنے ساتھ بہت سی منفعتیں لایا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس سے بھی انکار نہیں کرنا چاہئے کہ روحانی اور اخلاقی اعتبار سے یہ تہذیب پستی ہی پستی اور نقص ہے اور انسان کی علمی ترقی کے ساتھ اخلاقی فضیلت کا ہم رکاب ہونا ضروری نہیں ہے۔

ہمیں افسوس ہے اس تمدن کا علم اور عمل ساتھ ساتھ نہیں چلتے اس کا ایمان اس کے افکار پر حاوی نہیں اور اسی سے ایک مستقل بے چینی اور دائمی اضطراب ہے جو اس آیۂ کریمہ کی تصدیق کرتا ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ۔ (کہہ دو کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر کی طرف سے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے کوئی عذاب بھیج دے یا تمہاری جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تمہیں ایک دوسرے سے بھڑا دے اور تمہیں ایک دوسرے کے ہاتھوں جنگ کا مزہ چکھا دے۔)

نئی تہذیب کی مضرتیں

اس وقت مجھے اس بات سے سروکار نہیں ہے کہ نئی تہذیب کی خوبیاں کیا ہیں اور لوگوں کو اس سے کیا منفعتیں حاصل ہوئیں مجھے تو اس وقت تمہارے ساتھ صرف ان اہم مضرتوں کو ذکر کرنا ہے جن کا اسلامی معاشرے

(باقی صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہفت روزہ
المنبر
لائلپور
رئیس التحریر
عبدالرحیم اشرف
جلد ۱۳
شمارہ ۲۵

آغا شورش کاشمیری اور حکومتِ پاکستان

ایک فرد کی حیثیت سے جو حق بھی مسلّم ہے، ایک شخص خواہ اس سے کیسی ہی کوتاہی سرزد ہوئی ہو، اسے یہ ہے کہ اگر وہ مسلمان بھی نہ ہو تب بھی اس کی جان، مال، عزت و آبرو اور ہر چیز کی حفاظت اور احترام ہر مسلمان شخص اور ہر بااصول حکومت کے فرائض میں شامل ہے، اور اگر یہ شخص مسلمان ہو تو خواہ کتنا ہی گناہگار ہو، اور ہر کسی و ناکسی کو اس سے جزوی اختلاف ہو اور اس کے خلاف بیسیوں سنگین شکایات ہوں، تب بھی بجز قانونی فیصلے کے اس کی جان، مال، عزت و آبرو سب محترم ہیں، اور کسی بھی فرد، جمعیت یا حکومت کو حق نہیں پہنچتا کہ ان پر دست درازی کرے۔

یہ اصول ہر شخص اور اسی طرح پاکستان کے ہر باشندے کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے ——— اور ہم اسی موضوع سے قبل، ہر حال جو ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اس [illegible] کہ خلاف صرف [illegible] کا احترام بھی جو ہر حال واجب الاحترام ہے اور انہیں [illegible] مخالف رائے کی کوئی حرکت اور کوئی بھی عمل برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

اس اصول کے ساتھ ایک تیسرا گوشہ بھی، دو وجوہات سے زیادہ اہم حقیقت بھی ہے [illegible] ضروری ہے اور وہ یہ کہ خاص طور پر حکومتوں اور حکمرانوں سب سے زیادہ افراد [illegible] حکمرانوں نہیں بلکہ سب سے زیادہ اہمیت اس دین حق اور اس نظریہ حیات کی ہے جسے "اسلام" کہا جاتا ہے۔ اس دین حق کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس کی حفاظت و اشاعت میں اللہ ذوالجلال والاکرام کے محبوب ترین اور سچے پیغمبروں کی زندگیاں کام آئیں [illegible] ——— اور ہم سمجھتے ہیں کہ [illegible] جان، مال، عزت اور دوسری اقدار کا جو عظیم نقصان برداشت کیا تو وہ [illegible] اسلام کی سربلندی اور اسلام کو برسر اقتدار دیکھنے کے لیے ایک خطہ [illegible] تاریخ کے [illegible] باب کو اپنے اور اپنی ماؤں بہنوں بیٹیوں اور معصوم بچوں کے خون سے لکھا۔

المختصر افراد، اقوام، حکومتیں، حکمران، علماء ——— اور ملکی سبھی کے حقوق ہیں اور ان حقوق کی پامالی ایک جرم عظیم کی حیثیت رکھتی ہے ——— اور ان سب سے فائق حق اللہ کا اپنا دین اسلام ہے اور اس حق کی حفاظت کی ذمہ داری ان تمام افراد پر فرض عین کی حیثیت سے عائد ہوتی ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں خواہ وہ کسی بھی شعبہ حیات سے تعلق رکھتے ہوں، اور دینی اعتبار سے ان کی کوئی بھی حیثیت ہو۔

اس اصولی گفتگو کے بعد ہمیں زیر بحث عنوان پر عرض کرنا ہے کہ ان دنوں آغا شورش کاشمیری کا مسئلہ پورے ملک میں اضطراب کا باعث بنا ہوا ہے اور اخبارات کے صفحات میں [illegible] تحریریں [illegible] حقیقت یہ ہے کہ [illegible] یہ اطلاعات آ رہی ہیں کہ آغا شورش کی صحت [illegible] اسی نسبت سے پریشانی اور اضطراب کی لہریں تیز سے تیز ہوتی جا رہی ہیں۔

آغا شورش صاحب کے مسئلے کے مختلف پہلو ہیں: ان کی گرفتاری، ان کے اخبار کی ضبطی، چٹان کے ڈیکلریشن کی منسوخی، [illegible] جیل میں منتقلی، ان کی پہلی، دوسری اور تیسری بھوک ہڑتال [illegible] عدالت۔

ان میں سے بعض کا فیصلہ عدالت سے ہو چکا۔ ان کی رو سے چٹان کا ڈیکلریشن بحال ہو چکا، آغا صاحب کو ڈیرہ اسماعیل خاں سے کراچی منتقل کیا جا چکا اور ایک دو مقدمات سپریم کورٹ کے سامنے ہیں۔ ان کی سماعت ہو چکی اور فیصلہ صادر ہونے والا ہے۔

جن امور کا فیصلہ عدالت کر چکی اور جو معاملات عدالتوں میں زیر بحث ہیں ان پر کچھ کہنے کی نہ اجازت نہ ضرورت۔

ہمیں جو کچھ عرض کرنا ہے، اس کا تعلق صرف تین امور سے ہے۔

اوّل: حکومت اور عوام کے مابین تعلق پر اس واقعہ کے اثرات۔

دوم: آغا صاحب کی زندگی کی حفاظت۔

سوم: اصل موضوع، یعنی وہ قضیہ جو اس مسئلے کی بنیاد و اساس ہے۔

جہاں تک پہلے عنوان کا تعلق ہے، ہمیں دوسروں کے بارے میں تو کچھ عرض نہیں کرنا ہے، ہمارا اپنا موقف متعین طور پر تو یہ ہے کہ ہماری دلچسپی نہ انتخابات سے ہے، نہ اقتدار کی مخالفت اور اسے چھیننے والے کسی بھی گروہ سے ہمارا کوئی تعلق، نہ ہم حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی تنظیم کے قائل ہیں اور نہ ہی مذہب کے نام پر حصول اقتدار کی جدوجہد کو ہم دین اور اہل دین کے لئے مفید خیال کرتے ہیں۔

یہ تو ہوا منفی پہلو۔ مثبت پہلو اس مسئلے کا یہ ہے کہ ہمارا بنیادی تصور یہ ہے کہ صدر مملکت سے ایک فقیر و بے نوا تک سبھی مسلم معاشرہ کے افراد ہیں اور ان کے مابین مسلمان ہونے کی حیثیت سے اخوت کا رشتہ استوار ہونا چاہئے اور کسی بھی اختلاف کے باعث وہ حقوق پامال نہیں ہونے چاہئیں جو اسلام نے مسلمانوں کے لئے متعین کئے ہیں۔ عام افراد کے حقوق بھی محفوظ رہنے چاہئیں اور ارباب اختیار کے حقوق پر بھی کسی کو چھاپہ مارنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

اس کے ساتھ یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ دنیا کے دوسرے مسلم ممالک کی طرح پاکستان بھی اپنے سیاسی، بین الملکی اور اندرون و بیرون ملک پیدا شدہ حالات کے باعث اس بات کا سب سے زیادہ ضرورتمند ہے کہ یہاں حکومت اور عوام کے مابین نہ صرف یہ کہ نفرت و عداوت کی خلیج نہ ہو بلکہ ان کے تعلقات اخوت و محبت کی بنیاد پر استوار ہونے چاہئیں۔

لیکن ہمیں دلی صدمہ ہے کہ ایسا ہے نہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ مختلف اور متعدد عنوانات کے تحت حکومت اور عوام کے مابین بعد کی خلیج وسیع ہوتی چلی جا رہی ہے اور پریشانی کی بات یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس خلیج کو پاٹنے کی کوئی جدوجہد نہیں ہو رہی بلکہ مسلسل ایسے اسباب مہیا ہو رہے ہیں جو اس خلیج کو وسیع کرتے چلے جا رہے ہیں۔

جہاں تک آغا شورش کاشمیری کے مسئلہ کا تعلق ہے، یہ مسئلہ بھی اس وقت ان مسائل میں سے ایک ہے جو اس خلیج کی وسعت کا سبب بن رہے ہیں۔

آغا صاحب کی سیاست، ان کے اخبار، ان کے اسلوب اور ان کے عام طرز عمل کے بارے میں مختلف طبقات و افراد کی آراء مختلف ہیں اور صحیح صورت یہ ہے کہ اس وقت ان کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں رہا، اصل موضوع یہ ہے کہ

آغا صاحب کی گرفتاری، اخبار کی بندش وغیرہ جس مسئلے کی وجہ سے ہوئی وہ یہ ہے کہ

انجمن نے قادیانیوں کے بارے میں ایک شائع شدہ لٹریچر حکومت کی نگاہ میں قابلِ ضبط تھا۔

اب ایک عام شخص، یہ اخبار ہی بھی سمجھتا ہے کہ ان واقعات کا اصل محرک، بعض اصحابِ اختیار اور آغا صاحب کے مابین ذاتی چپقلش کی آمیزش ہے، لیکن جب وہ اس قانونی پہلو پر غور کرتا ہے اور اس کے سامنے "قادیانی مسلم تنازعہ" کی تاریخ کے مختلف ادوار آتے ہیں تو وہ ان افواہوں کو نظر انداز کر کے صرف اس عنوان پر غور و فکر شروع کر دیتا ہے اور جیسا کہ سنہ ۱۹۵۳ء میں قائم شدہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے صفحات شاہد ہیں یہ مسئلہ بہرحال اس اہمیت کا حامل ہے کہ مسلمان اس پر ایک خاص نکتہ نظر سے غور کرتے ہیں اور ان کے جذبات اس باب میں ایک ایسے نہج پر ابھرتے ہیں جس کی تاریخ ختمِ نبوت کے منکرین و محرکات کے مرحلہ اول سے جا ملتی ہے۔

اس حقیقت کو سامنے رکھ کر حکومت اور مسلم معاشرے دونوں سے ہی خیر خواہی کا رشتہ رکھنے والا شخص اگر اس مسئلہ پر غور کرے گا تو وہ اس کے سوا کسی بھی نتیجہ تک نہیں پہنچے گا کہ آغا صاحب کا کیس جس قدر الجھے گا، عوامی جذبات حکومت کے خلاف سخت ہوتے چلے جائیں گے اور ظاہر ہے یہ کسی بھی طرح مفید نہیں ہے۔

دوسرا عنوان ــــــــ آغا صاحب کی زندگی کی حفاظت، تو ہمیں یہ یاد دلانا ہو گا کہ ایک پاکستانی مسلمان کی حیثیت سے بھی اور اس سے زیادہ اس اعتبار سے بھی کہ آغا شورش کاشمیری جنگِ آزادی کے سپاہی رہے ہیں اور اس جنگ میں مصائب برداشت کرنے والا ہر شخص مسلم معاشرہ میں، نظریاتی اختلاف کے باوجود ایک احترام کا مستحق سمجھا جاتا ہے اور سمجھا جانا چاہئے۔

ثانیاً، خود اربابِ اختیار نے پچھلے دنوں آغا صاحب کی اہمیت کو اپنے طرزِ عمل سے اس انداز سے واضح فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے اس پر اظہارِ تعجب کیا، حتیٰ کہ ایک صوبے کے حاکم اعلیٰ جنہیں آغا صاحب کے "چٹان" کی عبارتیں پڑھ کر سنائیں اور حوالہ جات ان سے اخذ کئے اور ایک تقریب کی پوری تقریر "چٹان" کے اداریہ کے جواب ہی میں ہو ــــــــ اور چند ماہ کے بعد یہی آغا شورش زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہوں۔ ہر شخص اور سب سے زیادہ وہ اشخاص جو کسی بھی سیاسی مقصد کو سامنے رکھ کر نہیں بلکہ ملک و ملت کی ہی خیر خواہی کے نقطۂ نظر سے امور و معاملات پر غور کرتے ہیں، وہ کہیں گے کہ اربابِ اختیار کو یہ مشورہ دیں کہ اپنے منصبی مقام کے تقاضے پورے کیجئے اور اگر آغا صاحب کے بارے میں کچھ تلخیاں ہیں بھی تو انہیں ختم یا کم کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں نہ کہ ان کے دائرہ کو وسیع سے وسیع تر کرنے کا راستہ اختیار کیا جائے۔

رہا تیسرا عنوان یعنی اصل مسئلہ تو ہم اس وقت اس کی تفصیلات میں جانا مناسب خیال نہیں کرتے۔ صرف اس قدر لکھ دینے پر اکتفا کرتے ہیں کہ قادیانیت کے خلاف اظہارِ رائے پر پابندیاں عائد کی جائیں، بعض اشیاء، افراد اور جماعتوں کا تقدس و وجود ایک ایسا چیلنج ہوتا ہے جس کا جواب ہر اس شخص کو دینا ہوتا ہے جس میں رمق حیات موجود ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ کوئی زمینی مسئلہ نہیں، قادیانیت کی جارحیت، اس کی مسائل تاریخ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر انگریز کے زمانہ سے مختلف کورٹ و سنٹرل بلکہ متعدد عدالتوں نے مہرِ تصدیق ثبت کی۔ پاکستان میں اس جماعت کے سیاسی مقاصد بھی عدالت سامنے آ چکے ہیں اور اس جماعت کی سیاسی حیثیت اور سیاسی اغراض ناقابلِ انکار حقیقت ہیں۔ اور جو نکہ یہ مقاصد اور اغراض مذہب ہی نہیں "نبوت" اور "خلافت" کے نام پر بھی اس لئے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور خود اربابِ اقتدار کا فائدہ اسی میں ہے کہ اس مسئلہ کے مزید پہلو سامنے آتے رہیں۔

ہمیں احساس ہے کہ بات دوسرے پیچیدہ مسائل پر اظہارِ خیال کی طرح اب بھی طویل ہو گئی تاہم بہت سی ضروری باتیں اس عنوان سے متعلق ایسی ہیں جن کو سامنے لانے کیلئے بجز حرف مقصد، جا سکتا ہے، خلاصۂ گذارش ہے کہ

آغا شورش کاشمیری صاحب کے معاملے میں حکومت کو عدل و مروت سے کام لینا چاہئے اور قادیانی مسئلے میں حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنا چاہئے اور اس مسئلے کی تاریخ اور عہدِ خلافتِ راشدہ سے اب تک امتِ مسلمہ کے جذبہ ایمان و حمیتِ اسلامی طرزِ عمل کو ملحوظ رکھا جائے۔

وما علینا الا البلاغ ان ترید الا الاصلاح ما استطعنا وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم علیہ توکلنا والیہ انیب وھو ربنا ورب العالمین وصلی اللہ علی حبیبہ خاتم النبیین۔

اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا

زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔

ــــــــ (محمود فاروقی) ــــــــ

اپنے بندوں سے اللہ کا وعدہ تھا کہ ان کو وسائل حیات عطا فرمائے گا اور ان کے رزق کا انتظام کرے گا۔ چنانچہ اس نے آدم کو اس زمین پر اتارنے سے پہلے ہی قیامت تک اس کی نسل سے پیدا ہونے والے تمام انسانوں کے لئے زندگی کے سروسامان کا ایک ایسا مکمل اور باضابطہ انتظام فرما دیا کہ انسان کو اس کو رزق مل رہا ہے۔ اور پھر اس نے اس کی زندگی کے ہر دور کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے ایک عظیم الشان سلسلۂ اسباب کو قائم کر دیا جو لاکھوں سال سے کام کر رہا ہے۔ اور لاکھوں سال تک کام کرتا رہے گا۔ اور انسان کی ضروریات کے بار کو تکمیل کرتا رہے گا۔ قرآن میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے اپنے رزق و فضل کا ذکر کیا ہے اور بار بار کیا ہے۔ صرف یاد دہانی کے لئے کہ جو عہد اس نے انسانوں سے کیا ہے۔ وہ اس نے پورا کر دیا۔ اب انسانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے عہد کو پورا کریں اور اللہ کی اطاعت اختیار کریں۔

"زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے۔ سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔"

(ھود)

"رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے۔ اور دن کو رات میں، جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے۔ اور بے جان میں سے جاندار کو اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

(آل عمران)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ اور گلستان اور نخلستان پیدا کئے، کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت پیدا کئے، جن کے پھل صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں، کھاؤ ان کی پیداوار جب کہ یہ پھلیں اور اللہ کا حق ادا کرو، جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گذرو کہ اللہ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر وہی ہے جس نے مویشیوں میں سے وہ جانور بھی پیدا کئے جن سے وہ بار برداری و سواری کا کام لیتا ہے، اور وہ بھی جو کھانے اور بچھانے کے کام آتے ہیں۔ کھاؤ ان چیزوں میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشی ہیں اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

(الانعام)

ــــــــ

"(تم ہر برسات میں دیکھتے ہو کہ) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکایک مردہ پڑی ہوئی زمین میں اس کی بدولت جان ڈال دی یقیناً اس میں ایک نشانی ہے سننے والوں کیلئے۔

اور تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے۔ ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہے۔

(اسی طرح) کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم تمہیں ایک چیز پلاتے ہیں۔ جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی، یقیناً اس میں ایک نشانی ہے عقل سے کام لینے والوں کے لئے۔

اور دیکھو تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی ہے کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ۔ اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لئے۔ یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں، اور اسی نے ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا کئے۔ اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں۔ پھر کیا یہ لوگ (یہ سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی) باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کے احسان کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں جن کے ہاتھ میں نہ آسمانوں سے انہیں رزق دینا ہے، نہ زمین سے اور نہ یہ کام وہ کر ہی

اگر ہمیں مسلمان بننا ہے تو نظامِ تعلیم کو بدلنا ناگزیر ہے!

[illegible]

تعلیم کا اولین مقصد

[illegible]

حصولِ آزادی کے بعد

[illegible]

[illegible]

سرکاری اور تعلیمی زبان

[illegible]

[illegible]

ہزار سالہ مساعی ضائع ہو گئیں

[illegible]

مغربی نظامِ تعلیم کے نتائج

[illegible]

مولانا حکیم محمد عبید اللہ صاحب مدظلہ

ایک عالم دین پر قاتلانہ حملہ ہوا

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم کی واحد شخصیت ہے جو کام کر گیا ہے وہ بڑی بڑی جماعتیں نہیں کرسکیں۔ اس اکیلے مرد مجاہد نے زندگی بھر جو کچھ بھی کیا وہ ... ہے، متعدد بار آریہ سماجی، عیسائی، مرزائی، چکڑالوی حضرات سے مذہبی مناظرے کئے ہیں۔ ایسے مواقع پر جب کوئی مناظرہ ہو جاتا تھا اور قابو میں نہیں آ رہا تھا، تو دیوبندی حنفی بھائی بھی مولانا ثناء اللہ صاحب کی خدمات سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی اپنے دفاع کے لئے حسن سے تعریف بھی کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی حالات کے تحت ایک بار جب کہ امرتسر میں بریلوی حضرات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منا رہے تھے۔

وہاں اہل حدیث اور دیوبندی حضرات کے خلاف اشتعال دلانے والی تقریریں کی گئیں۔ خصوصاً ایک صاحب نے تو جذباتی قسم کے نوجوانوں کو اس قدر مشتعل کیا کہ آخر حادثہ رونما ہو کے رہا۔

جناب واعظ نے ارشاد فرمایا کہ ——————

وہابی کے سر پر ایک جوتا رسید کرنے والے کو اس درجہ کا اجر ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں اس کے بدلے ایک حور عطا کرے گا۔

"دھم دھڑا" تقریر ہو چکی تو مرافق حضرات اپنا اپنا اٹھ کے گھروں کو رخصت ہو گئے۔

معلوم ہوا کہ ایک نوجوان (جو "قمر بیگ" ہے) نے مولانا ثناء اللہ صاحب پر کلہاڑے سے وار کئے پیشانی اور سر پر بہت گہرے زخم آئے مگر مولانا زندہ بچ گئے ہیں۔ کافی عرصہ تک اسپتال میں زیر علاج رہے۔ پھر جب اپنے گھر میں تشریف لائے تو میں دوڑا ہوا ان سے ملنے امرتسر گیا۔ آپ گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی ایک شعر پڑھا افسوس کہ وہ شعر مجھے یاد نہیں رہا البتہ اس کا مفہوم یہ تھا کہ آؤ آؤ دیکھو میں زندہ ہوں۔ میں رو کر فرمایا، اب رونے کا کیا مقام ہے، اب تو میں چنگا بھلا ہوں دنیا میں اس پہ جنت کو اپنی ... پر ... کا ... کاش مجھے شہادت کا رتبہ حاصل ہو گیا ہوتا۔ پھر فرمانے لگے۔

اس شریر کے پہلو میں سے خیر کا پہلو بھی نکل آنے کا وہ یہ ہے کہ مجھ کو اس حدیث کا مطلب ابھی سمجھ میں نہیں آتا کہ "شہید کو جان کنی کی تکلیف نہیں ہوتی" میں حیران تھا کہ تلواروں اور چاقوؤں کے زخم کھا کر جو مرے ہیں پھر تکلیف کس طرح نہ ہو؟ الحمد للہ۔ اللہ نے اس چیز کو حق الیقین کی طرح مجھ کو دکھا دیا اگرچہ شہادت کی دولت سے مالا مال نہیں فرمایا۔ حملہ آور نے ذرا ادھر میری طرف کر کے میں نے ہاتھ بڑھا دیا۔ پھر میرے سر کی جلد بھی چھیل لی اور دریافت فرمایا کہ کچھ تکلیف تو نہیں ہوئی؟ میں نے جواب عرض کیا کہ "تکلیف تو نہیں کہا جا سکتا، البتہ صرف اتنا معلوم ہوا کہ آپ نے میری مسند کو ذرا سے پکڑ رکھا تھا۔

فرمانے لگے، خدا کی قسم! مجھے قمر بیگ کے ذرے کی ضرب سے اس قدر بھی تکلیف نہ ہوئی۔

ایک بار مجھے قمر بیگ مذکور کا پیغام کسی قیدی کے ذریعے ملا کہ میں جذباتی تقریروں سے متاثر ہو کر ایک نیک اور باخدا عالم پر حملہ کر بیٹھا جس کی سزا چار سال کی قید کاٹ رہا ہوں تجربہ تو قید کاٹ رہا ہوں۔ مگر میں اللہ کے غضب سے ڈرتا ہوں اگر کوئی صاحب مولانا ثناء اللہ صاحب سے مجھے معافی دلوا دیں تو مجھے طمانیت اور سکون حاصل ہو جائے گا۔ میں نے مولانا ثناء اللہ کے ہاں حاضر ہو کر قمر بیگ کی اس خواہش کا اظہار کر دیا۔ اور خود مولانا کے چہرے کے آثار چڑھاؤ کیفیات دیکھنے لگا مولانا کے چہرے پر ایک خفیف سی مسکراہٹ جس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا مگر زبان بالکل خاموش رہی میں آپ کی خاموشی پر بہت دنیا وہ حیران تھا۔ مجھے امید تھی کہ مولانا ضرور معاف فرما دیں گے۔ اتنی جرأت مجھ میں نہیں تھی کہ معذرت کر کے آپ کی اس سکوت توڑوا دوں مگر میں حیران تھا کہ آپ خاموش کیوں رہے۔ کیا وہ معاف کرنا نہیں چاہتے ہوں گے۔

میری اس حیرانی کو گذشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے برادرم مولانا عبد الرشید صدیقی درمقالہ کے ذریعے دور فرما دیا۔ اگرچہ وہ مصر تھے کہ اس واقعہ کو شائع کیا جائے۔ مگر میں نے اس کی اشاعت پر کوئی نقصان کا ادنیٰ سا پہلو بھی نہیں پایا۔ اسی لئے اس واقعہ کے اس پہلو کو بھی پیش کر رہا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ جب قمر بیگ قید ہو گیا تو حضرت مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں کسی طرح سے یہ بات آگئی کہ قمر بیگ کے بعد ان کے گھر میں کوئی کمانے والا نہیں ہے۔ اور ان کی معاشی حالت بالکل خراب ہے تو آپ نے نہایت خاموشی سے ان کی ماہانہ وظیفہ کی شکل میں امداد کرنا شروع کر دی۔ اور زندگی بھر اپنے اس نیک عمل کو چھپائے رکھا۔ مگر قمر بیگ کو جیل ہی میں اس احسان کا علم ہو گیا اور وہ بے حد نادم ہوا۔

صدیقی صاحب کا بیان ہے کہ قمر بیگ "مولانا کی تربت پر اکثر جاتا ہے۔ اور ان کے حق میں دعائیں مانگ کر آتا ہے اب مجھے مولانا کی پراسرار خاموشی کا پتہ چلا کہ اس معافی کو بھی ظاہر کر کے ریا کاری کی جنت نہیں چڑھانا چاہتے تھے۔

(راقم صدا قتیب ۱۳ فروری ۱۹۶۸ء)

یہ ہے ہمارے اسلاف کا خلق حسنہ اور اتباع سنت نبوی کا نمونہ۔

غزوہ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ خود کی کڑیاں رخسار مبارک میں پیوست ہو گئیں شانہ مبارک مجروح ہو گیا تا آنکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خندق میں جا گرے۔

سفر طائف میں اوباش بے دین لوگوں بازار میں

دشمنوں کی سنگ باری سے تمام بدن مبارک جو جاتے ہیں۔ خون سے جوتیاں بھر جاتی ہیں۔ مگر زبان رسالت گویا ہوتی ہے تب مبارک جنبش میں آتے ہیں تو سنائی دیتا ہے۔ اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ الٰہی میری قوم کو ہدایت فرما وہ مجھے پہچانتی نہیں۔

جس رسول رحمت کا شعار زندگی ہو۔ صل من قطعک واعف عن ظلمک واحسن من اساء الیک جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے تعلق جوڑو۔ جو تم پر ظلم و زیادتی کرے تم اس کو معاف کر دو۔ اور جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس سے بھلائی سے پیش آؤ۔

اس کی امت کا رہبر ثناء اللہ، عشق رسول کا دم بھرنے والا ثناء اللہ اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہے۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ اللہ کے خاص بندے اپنے دشمنوں اور بد خواہوں کے قلوب کو بھی میلا نہیں کرتے۔ پر افسوس صد افسوس ہے کہ ان کی امت کا دم بھرنے والے جب رسول کا کلمہ پڑھنے والے آپس ہی میں مصروف پیکار ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان ہیں اور اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے —————— اور پکا اسلام لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے نام نہاد مسلمان تعلیمات اسلام سے ایسے ہی بیگانہ ہیں جیسے ایک اصطلاحی غیر مسلم

مرض تبخیر معدہ یا گیسٹرک ٹربل

علامات مرض: مریض کو قبض ہوتا ہے۔ قے یا اراقت تھوڑی آتی ہے۔ پیٹ پھولا ہوا بھاری رہتا ہے جس کی وجہ سے اکثر خراب ڈکار آتے ہیں۔ معدے اور آنتوں سے گندے بخارات دماغ کی طرف چڑھتے رہتے ہیں۔ یہ بخارات بذریعہ انجذاب دماغ تک پہنچتے ہیں۔ دماغ کی سوچنے اور سمجھنے کی قوت جواب دے جاتی ہے۔ مریض وہمی قسم کا ہو جاتا ہے اور ذرا ذرا سی بات پر ترشا غصہ آتا ہے۔ دماغ میں خشکی اور گرمی آجاتی ہے۔ مریض ایسا محسوس کرتا ہے۔ جیسے معدے سے دھواں سا دماغ کی طرف چڑھ رہا ہے۔ اعضاء شکستہ ہوتے ہیں۔

علاج: حب تبخیر معدہ چالیس گولی قیمت ۔/۵۰ دو روپے

حکیم محمد عبد اللہ

پرنسپل مسیح الملک طبی کالج چوک متی لاہور

کچھ سوچئے تو سہی!

وہ موذن تھا اور آپ ......؟

ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان ریڈیو سے قرآن کریم کی تلاوت سنی ... مغرب کی اذان ... اس میں ایک منظر ہم نے دیکھا کہ ... حضرت بلال ... اذان دے رہے ہیں۔

آپ موذن تھا

اذان دینے والے جو آپ نے کانوں میں انگلیاں دے کر ... اٹھا کر آنکھیں بند کر لیتا ... کبھی آنکھیں تھوڑی کھول لیتا۔

پچھلے کئی دنوں سے جب وہ آنکھیں کھولتا تو ... کبھی ... کبھی ... ہوتا ... کبھی تو بیہودہ آہستہ چلا ہوتا۔

وقت یہ تھی کہ ... نظر آتی جو ... دیکھ کر ... سے ... کبھی چھپتے ... کبھی پریشان بال نظر آ جاتے ... بعض دفعہ بندی لگی ہوئی آنکھوں کی ... جھکے ہوئے ... کو اپنی نماز میں واپس ... لگی۔

اس نے ... کہا کہ ... شکایت کرتی ہیں کہ ان کی آواز دور نہیں جاتی۔ ... ختم ہوا تو اس نے ... سنیں ... اور نمازیوں کے ... سے پہلے ... سمجھا دیا۔ ... اذان ... خدا کا ... ہے ...

وہ کہتا تھا ... ہے ...

(... ۱۱ اگست)

یہ مضمون ... صاحب کا ہے ... ہم نے ... دیکھا ... صاحب ... ہیں ... وہ انداز ... سے ...

اگر واقعہ ہو گیا ہے یا ... ہو گا کہ کس ایک ... کے خلاف نفرت انگیزی ... کی جائے؟

——— اگر ... جانتا ہو ... وہ ... ایک ... کے واقعہ کو ... ساری ... نفرت انگیزی کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے ... حکومت قائم رہ سکتی ہے؟

——— خدا را سوچئے اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیجئے اور خدا داد صلاحیتوں کو تخریب کی بجائے تعمیر کے لئے بروئے کار لانا ... یہ مولوی آج ... ہیں ... اپنی ذمہ داریوں سے غافل ... ہو جانا چاہئے ......

اسلام کا احیاء ہو رہا ہے! ——— سربراہ اوقاف کے ذریعہ ——؟

(... کا ایک ... خبر ...)

"... پاکستان ... کے آخری دنوں کے ایک اجلاس میں بڑا دلچسپ سوال و جواب ... نے سوال کیا کیا یہ واقعہ ہے کہ عرس (حضرت) ... کے موقع پر (جسے عرف عام میں ... کہا جاتا ہے) محکمہ اوقاف کے چیف ... صاحب ... رقص ... والی پارٹی کی سربراہی فرما رہے تھے اور کیا یہ بھی واقعہ ہے کہ حکومت محکمہ اوقاف کے ملازمین کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ رقص و سماع کی اس قسم کی محفلوں میں شرکت کیا کریں؟

اس کے جواب میں وزیر تعلیم محترم خان محمد علی خان صاحب نے فرمایا کہ مسعود صاحب رقص کی نہیں بلکہ رقص کرنے والوں کی سربراہی فرما رہے تھے ... مزار تک تشریف لے گئے تھے ... انہوں نے فرمایا کہ

"... آپ کو ... انسان کے ... سمجھا ... الفاظ میں ... (MAN OF THE MASSES) ... اور اس ...

(انہوں نے ایک ... ۱۹۷۵ء) ... کی ... ہیں ...

ہم محترم مسعود صاحب کی خدمت میں ... بے مثال ... ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔

اس قسم کے ... طرح گانے اور ناچنے والی پارٹیاں ... کے ... اور ... کے ... ہے اسی ... کا ... وزیر تعلیم نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی کہ ... عوام ... ناچنے والوں کی سربراہی فرماتے ... ہیں ... تو اس کے بعد ... "عوام" کے ان مشاغل حسنہ" میں بھی شرکت فرمائی تھی یا نہیں جن کی طرف ... اشارہ کیا گیا ہے۔ اس ... کے ... بھی ... ہو سکتے ہیں جب وہ ... ہو جائیں ... اور ... عوام کی تمام حرکات میں شرکت ضروری ہو گی۔

سوال کے دوسرے حصے کے جواب میں محترم وزیر تعلیم نے فرمایا کہ محکمہ اوقاف اس قسم کی سماع کی محفلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے ... دیکھنے میں آتے ہیں اور اس محکمہ کے ملازمین کو ان محفلوں میں شرکت کی آزادی ہے ...

(... اسلام ...)

اور قادیانی تنظیم ——؟

قادیانیوں کے ... کا ... دیکھئے کہ ایک ایسی جماعت جو ... پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کو اپنا مذہبی فرض اور سیاسی ... سمجھتی ہو ...... یہ جماعت جو ... نبوت کے ... ہے ... کے مطابق ... ہے۔ اس کی ایک جھلک آج کے الفضل (... ۱۳ اگست) کے ایک صفحہ پر ... کے آئینے میں دیکھئے ... کے نظام کے ... کی جانب سے ... ہے ... اعلان میں ... اداروں میں ... کی تفصیلات درج ہیں۔

- واحد گورنمنٹ ... ہائی سکول ...
- ... کالج ...
- ... پاکستان ... یونیورسٹی ...
- ... گورنمنٹ ... انجینئرنگ ...
- ... گورنمنٹ ... کالج ...
- ... گورنمنٹ ... ہسپتال ...
- ... گورنمنٹ ... سکول ...
- ... کراچی ...
- واحد ... میڈیکل سکول بہاولپور

غور فرمائیے کیا کوئی گروہ یا جماعت پاکستان میں ایسی ہے جو عام مسلمانوں کو ... اپنے ہم خیال لوگوں کی ... اس انداز پر معلومات مہیا کر رہی ہو؟ ——— اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو سوچئے کہ قادیانی ایک منصوبہ بندی کے مطابق حکومت کے تمام شعبوں پر جو حاوی ہوتے چلے جا رہے ہیں ان میں ہماری کوتاہیوں کو کس حد تک دخل حاصل ہے؟

امراض قلب کی اکسیر
ٹنکچر گڑھل کمپاؤنڈ

رضوان آشربت فولاد

ٹنکچر ایلم کمپاؤنڈ

خالد اشرف
ناظم اعلیٰ
رضوانات فارمیسی
جناح کالونی لائلپور

اپنا وطن اپنی بات

میکالے کا بے مقصد نظام تعلیم

صدر مملکت نے یکم ستمبر کی ماہانہ تقریر میں فرمایا:

"آپ کو یاد ہوگا میں نے یکم جولائی کی تقریر میں کہا تھا کہ ملک کی افرادی قوت کی ضروریات اور ہمارے تعلیمی نظام کا جائزہ لینے کے لئے حکومت ایک کمیشن مقرر کرنے والی ہے۔ یہ کمیشن حال ہی میں مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس کمیشن میں ملک کے نامور ماہر تعلیم اور نامور شامل ہیں۔ پچھلے دنوں مجھے کمیشن کے ایک اجلاس سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ میں نے کمیشن کے اراکین کو ملک کی ضروریات اور موجودہ تعلیمی نظام کے بارے میں اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارا موجودہ تعلیمی نظام جس قسم کے لوگ پیدا کر رہا ہے کیا وہ ملک کی موجودہ اور آئندہ ضروریات کے مطابق ہیں۔ ہر پاکستانی کی تعلیم اور فنی تربیت اس انداز سے ہونی چاہئے کہ وہ قومی ترقی کے کسی نہ کسی شعبے میں مفید کام کر سکے۔ ایسی تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں جو نہ ملک کے کام آئے اور نہ طالب علم کے اور وہ عمر بھر ڈگری ہاتھ میں لئے در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے۔ ملک کی ضروریات اور تعلیمی نصاب میں گہرا تعلق اور ربط ہونا چاہئے۔

اقتصادی لحاظ سے ہم ترقی یافتہ دور میں داخل ہو رہے ہیں۔ قدرتی طور پر ہماری ضروریات کی نوعیت بھی بدل رہی ہے۔ اب ہمیں محض کتابی کیڑوں کی بجائے خاص فنون کے ماہروں اور مختلف قسم کے ہنرمندوں کی زیادہ ضرورت ہے ہمارے وسائل محدود ہیں۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ بے مقصد تعلیم پر کروڑوں روپے صرف کرتے چلے جائیں اور کام کے آدمی دوسرے ملکوں سے منگواتے رہیں یہ بھی مناسب نہیں کہ ملک میں ایسے نوجوانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جائے جو غیر مفید تعلیم پانے کے بعد کوئی روزگار حاصل نہ کر سکیں اور بیکار رہ کر طرح طرح کی الجھنوں کا شکار رہتے رہیں۔ بنیادی باتیں جن کا اس کمیشن نے حل تلاش کرنا ہے وہ دو ہیں۔ موجودہ نظام تعلیم کی خامیوں کو کس طرح سے دور کیا جائے تاکہ اس میں وقت اور روپے ضائع نہ ہوں۔ نیز ایسے حالات پیدا نہ ہوں جن میں تعلیم کا سلسلہ چھوڑنے والے طالبعلموں کی تعداد کم سے کم ہو اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد نوجوان بے روزگار نہ رہنے پائیں۔ دوسرے یہ کہ ملکی ضروریات کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ تیار کیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ہمیں کس قسم کے ہنرمندوں اور تربیت یافتہ لوگوں کی ضرورت ہے اور ان کی مختلف سطحوں اور شعبوں میں کیا تعداد ہونی چاہئے۔ میں نے کمیشن کے ممبروں سے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ترقی یافتہ ملکوں کے تعلیمی نظام کا بھی بغور مطالعہ کریں۔

مجھے امید ہے کہ کمیشن ایسی تجاویز مرتب کرے گا جن پر ہمارے محدود وسائل اور معمول حالات کی روشنی میں عمل ہو سکے گا۔"

(ایسے منصوبے بنانے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں جن پر عمل کرنا ہماری بساط سے باہر ہو)۔

اس اقتباس کو سمجھنے کے لئے آج سے ایک سو تئیس برس پہلے کی تاریخ ۲ فروری ۱۸۳۵ء موجودہ نظام تعلیم کے مرتب و مجوز شاطر انگریز میکالے نے کہا تھا:

"ہمیں اعلیٰ دماغ پیدا نہیں کرنے ہیں بلکہ ہمیں تو کچھ ایسے کلرک پیدا کرنے ہیں جو ملکی نظم و نسق کو چلا سکیں"۔

میکالے کے اس فلسفہ تعلیم پر اس وقت کے علماء دین نے کھل کر بحث کی تھی اور حق یہ ہے کہ انہوں نے حق ادا کر دیا تھا۔ شکست میں کرنے کا جو سب سے پہلا کام تھا وہ میکالے کے نظام تعلیم کی ترتیب و نفاذ کا کام تھا جو اس امت کے مقاصد حیات سے ہم آہنگ ہو ——— مگر پورے اکیس برس گزر گئے اور کسی کو یہ توفیق میسر نہ آئی ——— اب اس پر صدر مملکت نے توجہ کی ہے، خدا کرے اس کا نتیجہ بہتر صورت میں سامنے آئے۔

مگر صدر مملکت کا یہ اقدام ادھورا رہے گا۔ اگر اس نظام تعلیم کے ایک دوسرے بنیادی مقصد کو سامنے رکھ کر نیا نظام تعلیم مرتب نہ کیا جائے۔ اس مکار انگریز نے اپنے نظام تعلیم کے بارے میں یہ بھی کہا تھا:

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہمارے اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان ترجمان ہو۔ یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو"۔

اور سچی بات یہ ہے کہ اس نظام تعلیم نے ایک سو چالیس برس کی مدت میں مسلمان قوم کی عظیم تعداد کو عملاً ہی نہیں ذہناً "نا مسلمان" بنا کر رکھ دیا ہے ——— اگر کسی کو اس نظام تعلیم کی جگہ صحیح نظام تعلیم کی ترتیب اور اس کے نفاذ کی سعادت حاصل کرنا ہے تو یہ سعادت اس کے بغیر میسر نہ آئے گی کہ میکالے کے بالضد نئے نظام تعلیم کی بنیاد یہ ہو کہ

"مسلمان نسل کو راسخ العقیدہ، باشعور، صاحب صلاحیت اور صاحب حمیت عملی مسلمان بنایا جائے"۔

کیا صاحب صدر اور ان کے مقرر کردہ کمیشن کے اراکین اس جانب توجہ مبذول فرمائیں گے؟

علماء دین دنیوی تربیت کے مرحلے میں

ایک طویل خبر ——— بلفظہ ملاحظہ فرمائیے۔

"محکمہ اوقاف کے ناظم اعلیٰ مسٹر مسعود نے کہا ہے کہ قابل امام تیار کرنے کی غرض سے حکومت ماہرین دینی علوم کی تربیت کی ایک اکادمی قائم کر رہی ہے۔ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ تربیت یافتہ ائمہ مساجد اسلام کی روح کو پوری طرح سمجھ سکیں اور روزمرہ کے مسائل کے بارے میں عوام کی صحیح رہنمائی اور مدد کر سکیں۔

مسٹر مسعود نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علماء کی تربیت کے کئی پروگرام پہلے سے جاری ہیں جن کے تحت انہیں جدید علوم کی تربیت بھی دی جاتی ہے تاکہ وہ نئے تقاضوں کے پیش نظر دین کی تعلیمات ایسے انداز میں پیش کر سکیں جس سے عوام کے دلوں میں اسلام اور اس کی تعلیمات کی صداقت کے بارے میں کوئی ابہام نہ رہے۔ انہوں نے کہا کہ مجوزہ اکادمی اس مقصد کے حصول کے سلسلے میں علماء کی تربیت کے پروگراموں کی تکمیل کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

مسٹر مسعود نے کہا کہ اس امر کا امکان ہے کہ حکومت بیرونی ملکوں میں تبلیغ اسلام کی جملہ اخراجات اپنے ذمہ لے لے۔ انہوں نے مرکزی حکومت کے نمائندوں کی ایک میٹنگ میں شرکت کے بعد اخباری نمائندوں کو بتایا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے گمراہ کن پراپیگنڈے کے باعث بیرونی ملکوں میں اسلام کے بارے میں بہت غلط تاثرات پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یورپ میں تو عام لوگ اس پراپیگنڈے سے اس حد تک متاثر ہو چکے ہیں کہ جب کوئی شخص مسلمان کی حیثیت سے اپنا تعارف کراتا ہے تو وہ اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے وہ کوئی عجیب مخلوق ہو۔ مسٹر مسعود نے کہا کہ یورپی ملکوں کے علاوہ کئی ترقی پذیر ملک بھی اس مذموم پراپیگنڈے سے خاصے متاثر ہو چکے ہیں۔ پاکستان ایک مسلمان ملک کی حیثیت سے اسلام کے بارے میں اس گمراہ کن تاثر کو دور کرنا چاہتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ دینی اکادمی میں تربیت کے لئے یہ شرط ہوگی کہ داخلہ لینے والے علماء منظور شدہ تعلیمی اداروں کے تربیت یافتہ ہوں۔ مسٹر مسعود نے کہا کہ علماء کو اکادمی کے نصاب کے مطابق دینی علوم کے علاوہ لاہور کے انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ کے انسٹی ٹیوٹ ٹیچرز ٹریننگ سکول میں ٹریننگ دی جائے گی۔ تاکہ وہ تعلیم و تدریس کے جدید طریقوں اور بچوں کی نفسیات کو زیادہ بہتر طریق پر سمجھ سکیں۔ شروع میں پچاس علماء داخل کئے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے منتخب کئے جانے والے علماء تعداد میں ہر سال پچاس کا اضافہ کیا جائے گا۔ داخلہ مقابلہ کی بنیاد پر ہوگا"۔

یہ خبر کوئی نیا حادثہ یا واقعہ نہیں، جس پر تفصیلی بحث کی فوری ضرورت محسوس کی جائے، تاہم اوقاف اپنے یوم تقرر سے اب تک اسی دھندے کو چلا رہے ہیں ——— اور ہم اس پر متعدد بار اظہار خیال کر چکے اور خدا نے چاہا تو جلد ہی ایک مفصل سلسلہ بحث ان صفحات میں شروع ہوگا ——— اس وقت مقصود صرف یہ ہے کہ پاکستان کے راسخ العلم علماء سوچیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کرنے والوں کے مقاصد کیا ہیں؟؟ ——— اور اس عمل و جہد کے نتائج کیا برآمد ہوں گے؟؟؟

——— اگر اصحاب علم اس عنوان پر اظہار خیال فرمائیں تو یہ صفحات ان کے لئے حاضر ہیں!

النادی العربی ـــــ جامعہ تعلیمات اسلامیہ

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے علاوہ، [illegible] مشتمل ایک علمی شعبہ ہے جس کے [illegible] ہے ۔۔۔۔۔۔ (ادارہ)

عربی زبان ہماری اتحاد کا بہترین ذریعہ ہے ۔۔۔۔۔ (مولانا شریف)

اتحاد عالم اسلامی کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں ۔۔۔۔۔ (مولانا غلام احمد حریری)

اسلام ہی ملت اتحاد کا واحد ذریعہ ہے ۔۔۔۔۔ (محترم عبدالعزیز [illegible])

"النادی العربی" [illegible] سال [illegible] مقصد [illegible] عربی زبان [illegible] جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے [illegible] اساتذہ نے [illegible] حضرت مولانا [illegible] حضرت مولانا حکیم عبدالرحمن [illegible] عالم اسلام [illegible] تمہید فرمایا۔

اس کے بعد [illegible] "النادی العربی" [illegible] گورنمنٹ [illegible] کے تعاون سے [illegible] "عالم اسلامی کا اتحاد" کے عنوان پر [illegible] مذاکرہ کا اہتمام کیا [illegible] حضرت مولانا [illegible] شعبہ اسلامیات [illegible] انجام دیئے۔

[illegible] قاری [illegible] قرآن [illegible] اور فرمایا ہے:
"واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا"

اس کے بعد [illegible] گورنمنٹ کالج [illegible] "عالم اسلام کا اتحاد" کے عنوان [illegible] آج دنیا میں مسلمانوں کو [illegible] کشمیر [illegible] فلسطین [illegible]

چھوڑ [illegible] دشمن [illegible] پر مجبور [illegible] ہے۔ [illegible]

لا یعلو کلمۃ الا باللہ

اگر ہم [illegible] حاصل کرنا چاہتے ہیں تو [illegible] ہے۔

[illegible] مولانا شریف [illegible] تشریف [illegible] اللہ تعالیٰ سے تعلقات کو مضبوط [illegible] ہمارا دین اور ہمارا اسلام ہے۔ [illegible] اتحاد ہم پر فرض [illegible] جیسا کہ فرمایا ہے: واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

اور اسی پر ہماری نجات کا دارومدار ہے۔ اس اتحاد سے عالم اسلام مضبوط ہو سکتا ہے۔

ہم قومیت پر [illegible] نہیں کرتے۔ اگر [illegible] کرتے ہیں تو [illegible]

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی احمر

[illegible] ۔۔۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

ہمارے اتحاد کا ایک [illegible] عربی زبان بھی ہے۔ عربی زبان [illegible] کے لحاظ سے بہترین زبان ہے۔ یہ دنیا کی فصیح ترین زبان ہے۔ اس [illegible] کے ذریعے اظہار مافی الضمیر [illegible] ہے۔ ہم مسلمان [illegible] ایک دوسرے کی زبان کو نہیں سمجھتے [illegible] درمیان [illegible] نہیں ہو رہی ہیں۔

مولانا نے اس ضمن میں یہ واقعہ سنایا:

[illegible] جنگ کے بعد [illegible] فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز [illegible] مقالہ لکھنے کے لئے فرمایا۔ مولانا نے [illegible] صفحات کا [illegible] مقالہ [illegible] ترجمہ [illegible] آج ہمیں معلوم ہوا کہ [illegible] مجاہد موجود ہیں [illegible] سعودی اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے۔

[illegible] عربی زبان [illegible] قریب [illegible] مسلمان [illegible] شہادت [illegible] سے ہمارے [illegible] پہنچے۔

آخر میں مولانا نے "النادی العربی" [illegible] کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد محترم جناب عبدالعزیز [illegible] (سوڈان) [illegible]

[illegible] سے سیکھنے پر [illegible] آپ نے کہا۔ اسلام کے [illegible] قرآن [illegible] جب اسلام کا [illegible] دشمن پر غالب [illegible] اتحاد [illegible] اتحاد ہمارے لئے [illegible] دنیا میں [illegible] عالم اسلام میں [illegible] پاکستان [illegible] انڈونیشیا میں [illegible] ہمارا اتحاد و اتفاق [illegible] "اتحاد" اسلامی روح کے بغیر ممکن نہیں۔

اس کے بعد مولانا غلام احمد حریری صدر شعبہ اسلامیات، [illegible] یونیورسٹی [illegible] نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا:

عربی زبان کو دنیا کی تمام زبانوں پر فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن اور اہل جنت کی زبان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ دنیا کی فصیح ترین زبان ہے لیکن مسلمانوں پر افسوس ہے کہ انہوں نے اسے [illegible] مشکل ہے، اس لئے اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ عربی [illegible] محنت کریں تو اسکو سیکھنا مشکل نہیں۔

اس کے بعد آپ نے کہا:

عالم اسلام کے اتحاد کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں۔ [illegible] مسلمانوں کے لئے [illegible] ہے۔ اس اتحاد کا درس حضور [illegible] امت کو دیا اور اس سے اعلیٰ مثال ملنی مشکل ہے۔

"المسلمون کجسد واحد [illegible]"

اگر [illegible] تکلیف کے باعث سارا جسم [illegible] ایک مسلمان کی تکلیف تمام مسلمانوں کی تکلیف ہو۔ اگر ہم اتحاد چاہتے ہیں تو عربی زبان تمام مسلمانوں کو ایک [illegible] ہمیں چاہیئے کہ ہم عربی سیکھیں اور عالم اسلام کے اتحاد کیلئے کوشاں ہو جائیں۔

اس مذاکرے کے سٹیج سیکرٹری مولانا محمد بشیر صاحب تھے۔ [illegible] چوہدری [illegible] صاحب [illegible] گورنمنٹ کالج [illegible] انجام دیئے۔

آخر میں مولانا محمد شریف صاحب نے دعا کی اور [illegible] اختتام پذیر ہوا۔ مذاکرے کے بعد [illegible] کی طرف سے مہمانوں کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی گئی۔

۲۵ کتابیں صرف دو روپے میں!

احکام شب برأت، میں وہابی کیوں ہوں؟ وہابی کی پہچان، تحفہ [illegible] حقوق والدین، [illegible] اذان محمدی، [illegible] حرمت [illegible] سود، [illegible] زکوٰۃ، [illegible] صلوٰۃ، [illegible] حیات محمدی، میلاد النبی، [illegible] جملہ کتابیں [illegible] قیمت [illegible] روپے [illegible] اور احباب [illegible]

ایک روپیہ [illegible]

مکتبہ ابو حدیث محل ایم [illegible] کراچی

تعارف وتبصرہ

علوم الحدیث

مصنف ——— ڈاکٹر صبحی صالح

مترجم ——— غلام احمد حریری ایم اے

ضخامت وقیمت ——— ۵۲۰ صفحات (مجلد) قیمت ۱۵ روپے

ناشر ——— ملک برادرز کارخانہ بازار لائل پور

حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اسلامی علوم کا مرکز ومحور ہے۔ کتاب اللہ قرآن مجید ہے جس کے الفاظ بعینہٖ وہی ہیں جو کلام الٰہی کی صورت میں "لوح محفوظ" میں محفوظ ہیں۔ اس عجز اعتدال اور انقلاب آفریں کتاب کے الفاظ اپنے تنوع، اپنے انداز، بلاغت اور حکمت ہر پہلو سے منفرد ہیں اور بشری تصور سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جانب انتہائی صحیح ہیں کہ انسانی تصور کی تمام بلندیاں ان کے بالمقابل پستی کی آخری حد پر ہوتی ہیں اور دوسری طرف یہ الفاظ اتنے عمیق ہیں کہ انسانی تاریخ کے چودہ سو سال میں جو عدیم النظیر کوششیں اس کتاب پر تحقیق کے ذریعے معانی میں غور وفکر کے سلسلے میں کی گئیں۔

ان کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ بیان کو زندگی گزارنے کے لیے جس ماہ تمام کی ضرورت تھی، اس کے اصول ومبادی اور اساسی قوانین وضوابط کا علم انہیں حاصل ہوا لیکن جہاں تک ان اصولوں، قوانین اور ضوابط کی تفصیلات کا تعلق ہے، اس کا سرچشمہ صاحب قرآن علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذات گرامی ہے۔ آپ ایک جانب تو

ما ینطق عن الھوٰی ۔ ان ھو الا وحی یوحٰی کی سند سے نوازے گئے۔ دوسری طرف فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم۔

(وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے وہ جو کچھ نہیں کہتے وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ سب کا سب وحی ہے جو ان کی جانب کی گئی)

(تیرے رب کی قسم جب تک یہ لوگ آپ کو ہر متنازعہ فیہ میں حکم نہ مانیں، دائرہ ایمان میں داخل شمار نہیں کیے جائیں گے) سے صاحبان اسلام کو قرآن مجید سے سند دیا گیا۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی اور مکاتب انہی کے اسرار ورموز سے احکام کی تعبیر وتشریح تک تمام تفاصیل کا دوسرا عنوان "حدیث" ہے۔ "حدیث" کی حفاظت کے لیے جو عجیب نظام قائم کیا گیا، وہ بجائے خود، خاطر کائنات کی قدرت کا مظہر ہے۔ اس عدیم النظیر فن پر اب تک بہت کچھ لکھا گیا ہے اور حسب ضرورت لکھا جاتا رہے گا، بالخصوص جب تک "دشمنان اسلام" حدیث نبوی کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف رہیں گے، حفاظت حدیث کا الٰہی نظام معروف کار رہے گا اور فرمان نبوی کے علم کو اونچا رکھنے والے اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونے میں مصروف رہیں گے۔

زیر تبصرہ کتاب ——— علوم الحدیث ——— کے مصنف لبنان یونیورسٹی آرٹس کالج کے ڈاکٹر صبحی صالح ہیں جو متعدد اہم کتب کے مصنف ہیں، ان کے کام پر بات میں، دانشمند مترجم مولانا غلام احمد حریری نے خوب کہا۔

اس مایہ ناز دمشقی سے لکھی گئی کتاب ——— علوم الحدیث ——— حدیث کی بحث، تاریخ تدوین حدیث، حدیث کی قانونی اہمیت اور حدیث کی روایت اور روایت کے اصولوں کی وضاحت پر مشتمل ایک جامع کتاب ہے۔

مترجم مولانا غلام احمد حریری صاحب ایم۔ اے نے اس کتاب کو رواں ترجمہ کی صورت میں پیش کیا ہے اور وہ مستحق تبریک ہیں کہ کتاب کو سہل انداز میں پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

ملک برادرز تاجران کتب نے اس بہترین کتاب کو بہترین طباعت اور عمدہ کاغذ سے آراستہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیمت نسبتاً کم ہوتی تو کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی تو مصنف کا اصل مقصد تھا۔

ہر صاحب ذوق سے اس کتاب کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔

یہ کتاب مکتبہ المنبر سے بھی طلب کی جا سکتی ہے۔

بقیہ: اگر ہمیں مسلمان بننا ہے تو

سے پیشتر اشتراکیت صرف چند امور پر مبنی ایک نظریاتی فلسفہ زندگی تھا، جو عملی طور پر کہیں مروج نہیں تھا۔ اشتراکی فلسفہ کی عملی تعبیر سب سے پہلے روس میں پیش کی گئی اور اساس فلسفہ کی روسی عوام کے نظام تعلیم سے ہم آہنگی کی بدولت نہایت سرعت سے ایک منظم سانچہ میں ڈھل گئی اور بیس سال کے عرصہ میں اشتراکی فلسفہ زندگی پر ہے۔ اس حکمت عملی کے نتیجے میں روس کے ہر طبقہ کے انسان پر روسی تسلیم شدہ نظریہ بطور مرتسم ہو گئے ہیں، اور اس طرح اشتراکیت ان کا جز دو رجحان بن جاتی ہے۔

انقلاب آفریں تبدیلی ناگزیر ہے

پاکستان حقیقتاً ایک نظریاتی مملکت ہے

ہم کی بنیاد اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور صدق دل سے پاکستان کی نظریاتی اساس کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے تعلیمی نظام میں انقلاب آفریں تبدیلیاں کرنا ہوں گی تاکہ ہم ایسے تعلیم یافتہ افراد تیار کر سکیں جو عصری تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ فکری اور عملی اعتبار سے اسلامی سیرت وکردار کے حامل ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے محض ایک پرچہ کے اندر اسلامیات کی چند باتیں بتانے سے اسلامی سیرت وکردار کی تعمیر کا خیال محض ایک خوش فہمی ہے۔ کردار کی تعمیر ایک مسلسل عمل ہے جس میں نصاب تعلیم، اساتذہ کی شخصیت اور طور اور طریقہ آتے ہیں کے ذریعے یا مکتب میں ایک مخصوص علمی واخلاقی فضا پیدا کی جاتی ہے، جس سے متاثر ہو کر طلبا مخصوص نظریات ورجحانات قبول کرتے ہیں اور ان رجحانات سے آراستہ ہو کر جو نوجوان تعلیمی اداروں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اساتذہ، اس امر سے نا واقف ہوں کہ کسی مضمون کی تدریس کے دوران وہ پڑھے کو [illegible]

کی مدد سے طلبہ میں مخصوص رجحانات ورویات پیدا کر سکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ طلبا اس طرح پڑھنے لکھنے کے فن سے تو ضرور واقف ہو جائیں گے مگر اس طرح کردار سازی کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو سکیں گے اور طالب علم کبھی تعلیم کے بعد بھی کردار اور اخلاق کے اعتبار سے عام انسان سے ممیز نہ ہو سکے گا۔

دینی مدارس ——— ایک مثال

ہمارے قدیم دینی مدارس اور کتب سیرت وکردار کی تعمیر ایک خاص انداز سے کرتے تھے، اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب کہلا سکتے تھے۔ دور حاضر کے جدید تعلیمی اداروں میں وہاں سرو عمل کی ——— تربیت گاہیں اس امر کا روشن ثبوت ہیں کہ مختلف صلاحیتوں کے حامل افراد کو مخصوص ضابطہ اخلاق کا حامل بنایا جا سکتا ہے۔ سیرت وکردار کی اہمیت کا تقاضا ہے کہ ہم یہاں نصاب کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بدلیں کہ ہم ہر شعبہ میں ہماری سادہ کے حالات بھی بہتر سے بہتر کیا جائے۔ مگر کسی ساعدہ کی زندگی اور روش سے طلبا وہ صورت زیادہ طور پر متاثر ہوتے ہیں کہ قوموں کے مستقبل کا انحصار ان اساتذہ کی شخصیت اور ان کے کردار پر ہوتا ہے۔ یہ ایک آفاقی امر ہے، حقیقت سے کوئی انکار اور مقاصد ہی کو جس ہی میں آنے والی نسلوں کے ذہن نشین کرائے جاتے ہیں۔ جو بعد ازاں قومی کردار کی تشکیل میں نمایاں حصہ لیتے ہیں۔

نظریہ پاکستان کے مطابق نظام تعلیم اور فکری وعملی تنظیمی کا عدم مروجگی اور ترویج اسلام کے باعث قوم میں گمراہی، اخلاق سوز جرائم، معاشرتی خرابیاں اور بےراہ روی، بے حمیتی، بدعنوانی، منافقت، رجعت، اور بداخلاقی کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ دوسری طرف ملکی مفاد کی بالادستی سے تعلق کرکسی طبقہ یا گروہی مفادات کی بالادستی، فرقہ وارانہ تنازعات کے خطرہ کو بڑھا رہے ہیں۔

اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا [بقیہ]

سکتے ہیں پس اللہ کے لیے مثالیں نہ گھڑو، اللہ جانتا ہے کہ تم نہیں جانتے۔

اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے، اس نے تمہیں کان دیئے، آنکھیں دیں، اور سوچنے والے دل دیئے، اس لئے کہ تم شکر گزار بنو۔

کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمانی میں کس طرح مسخر ہیں؟ اللہ کے سوا ان کو کس نے تھام رکھا ہے۔ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا اس نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لئے ایسے مکان پیدا کئے جنہیں تم سفر اور قیام دونوں حالتوں میں ہلکا پھلکا پاتے ہو۔ اس نے جانوروں کے صوف اور اون اور بالوں سے تمہارے لئے پہننے کی بہت سی چیزیں پیدا کر دیں جو زندگی کی مدت مقررہ تک تمہارے کام آتی ہیں۔

اس نے تمہارے لئے پیدا کی ہوئی بہت سی چیزوں سے تمہارے لئے سائے کا انتظام کیا، پہاڑوں میں تمہارے لئے پناہ گاہیں بنائیں، تمہیں ایسی پوشاکیں بخشیں جو تمہیں گرمی سے بچاتی ہیں اور کچھ دوسری پوشاکیں جو آپس کی جنگ میں تمہاری حفاظت کرتی ہیں۔

[illegible] مرد کی شان [illegible]

[illegible] تہذیب [illegible] مسلمان [illegible] تہذیب [illegible] جماعت [illegible] قانون [illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

[illegible]

مرد مومن کی شان

ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ پر ایمان [illegible]

[illegible] دنیا اس کی نگاہوں میں حقیر [illegible] مادی [illegible] دنیا [illegible] اللہ [illegible] حلال [illegible] حرام [illegible]

[illegible] یہ وہ جماعت ہے [illegible] عدل و انصاف [illegible] دنیا [illegible] اسلام [illegible]

ملحد انسان کی حالت

مسلم جماعت خدا پر ایمان اور اس کی رسالت پر قائم ہے [illegible] مادہ پرست [illegible] مذہب [illegible]

اس تمدن کی پیدا کی ہوئی قوموں کے کسی فرد کو تم نے دیکھا ہے [illegible] زندگی [illegible] دنیا [illegible]

[illegible] دولت [illegible] لذت [illegible]

مسلمان عورت

[illegible] بیوی ہے [illegible] گھر [illegible] پاک دامنی [illegible] اسلام [illegible] عورت [illegible]

[illegible] مسلمان عورت [illegible] تہذیب [illegible] عورت [illegible]

[illegible] نئی تہذیب [illegible] عورت [illegible]

مسلمان چاہتے ہیں کہ عورت کی آبرو [illegible] اولاد کی اچھی تربیت کرے [illegible] نئی تہذیب [illegible]

مسلمان کنبہ

مسلمان کنبہ محبت ایثار فرمانبرداری اور حسن سلوک سے تشکیل پاتا ہے

ہم کسی ایسے دین، قانون یا مذہب سے آشنا نہیں [illegible] والدین [illegible] اسلام [illegible] قرآن [illegible] ماں [illegible] باپ [illegible]

اسلام نے قرابت داروں [illegible]

[illegible] اللہ الذی تساءلون بہ والارحام [illegible]

[illegible] مسلمان گھرانہ [illegible]

پر شفقت کرتے ہیں۔

یہ تہذیب چاہتی ہے کہ وہ اقدار کو تباہ کر دے اور اسلامی گھرانے کا شیرازہ بکھیر دے۔ یہ تہذیب سرکشی، بغاوت اور نافرمانی سکھاتی ہے۔ یہ تہذیب عورت کو گھر سے نکال کر سڑکوں، محفلوں، ہوٹلوں اور کلبوں کو اس سے آباد کرتی ہے۔ نہ والدین کا احترام باقی رہا، نہ بزرگوں کا احترام، نہ بچوں پر شفقت۔

میں دیکھتا ہوں کہ اسلامی معاشرے میں اس تہذیب کے ہاتھوں بڑا ہی بگاڑ پیدا ہو گیا ہے، روحانی اضطراب اور بے چینی پھیل گئی ہے، وہ اوصاف جو ماں باپ کی آغوش میں اچھی تربیت پانے سے حاصل ہوتے ہیں بگڑ کر ناپید ہو گئے ہیں۔

اسلامی معاشرہ

اسلامی معاشرہ کی بنیاد بھائی چارے پر استوار ہوتی ہے اس میں عدل

انصاف قائم ہوتا ہے۔ اسی لئے جب مومن تنہا ہو تو قرآن حکم دیتا ہے کہ "رضائے الٰہی کے حصول کے لئے عدل و انصاف قائم کرو اور دیکھو تمہاری خواہشات تمہیں عدل کی راہ سے ہٹا نہ دیں۔"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

یعنی اے ایمان والو! خدا کے لئے انصاف کی گواہی دینے پر آمادہ رہو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ناانصافی پر نہ اکسائے، انصاف کرو، انصاف تقویٰ سے قریب تر ہے اور خدا کی نافرمانی سے بچو، خدا تمہارے اعمال سے یقیناً آگاہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ

ترجمہ:

یعنی اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو، اگرچہ گواہی تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

مسلمان کو کسی کی حق تلفی یا تحقیر کرنے سے بھی روکا گیا ہے اور یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ وہ کسی پر جھوٹا الزام نہ لگائے کسی پر افترا نہ باندھے اور عورت پر بہتان یا تہمت لگانے والے کے لئے قرآن میں سزا مقرر کی گئی ہے اور اس کی گواہی بھی ہمیشہ کے لئے ناقابل قبول ہو جاتی ہے اس تہمت طرازی سے اس نے یہ ثابت کر دیا کہ اس کی جو اس کی دینداری و ذہنیت ہے اور وہ بغیر کسی دلیل کے ایسی سخت بات اپنے منہ سے نکال دیتا ہے وہ اس قابل نہیں کہ اس کی بات کا اعتبار کیا جائے اور معاشرے میں اس کی بات کا قطعاً اعتبار نہ کیا جائے۔

طبّی مشاورتی بورڈ

زیر نگرانی

اشرف لیبارٹریز لائل پور

بفضلہ تعالیٰ طب اسلامی کے فروغ کا بہترین ذریعہ اور پیچیدہ و مزمن امراض میں مبتلا مریضوں کے لئے حصول شفا کا کامیاب وسیلہ ثابت ہو رہا ہے بورڈ میں برصغیر پاک و ہند کے ممتاز حاذق و نامور اطباء کرام تشریف لاتے ہیں

طبّی مشاورتی بورڈ

کا جنوری ماہانہ اجلاس ۲۶ اکتوبر کو اور ہفتہ وار اجلاس ۱۳، ۱۴، ۲۰، ۲۱ اور ۲۷، ۲۸ اکتوبر کو ہوگا

ضرورت مند اصحاب بالخصوص ذیابیطس، سل و دق، ہائی بلڈ پریشر، تبخیر معدہ، دمہ، بواسیر، پرانا بخار، پرانی کھانسی، جنون، مالیخولیا، مرگی، امراض قلب، ضعف اعصاب اور جنسی امراض میں مبتلا حضرات اس اجتماعی تشخیص و تجویز سے فائدہ اٹھائیں۔

معائنہ بلا فیس ہے

ضروری:- طبی مشاورتی بورڈ کے تحت ماہانہ اور جزوی بورڈ بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ ملاقات سے معائنہ ... جو حضرات خود تشریف نہ لا سکیں وہ سوالنامہ ...

اگر ... ہر کام فائدہ مند ہوگا

ناظم مطب

۳۴۹ جناح کالونی، نزد جامع مسجد لائل پور، فون ۲۶۶۲۱ / ۳۰۷۱ / ۳۰۲۱

Mr. Rev. E. A. SMITH
Theological Seminary

اسلامی قانون کی تدوین

اگر آپ اس اہم ترین عنوان کے ہر پہلو پر ماہرانہ بصیرت افروز بحث کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم مشورہ دیں گے کہ اسلامی قانون کے ماہر اور قرآنی علوم کے خواص عالم دین مولانا امین احسن اصلاحی کی تازہ ترین تالیف اسلامی قانون کی تدوین کا مطالعہ فرمائیں

قیمت اعلیٰ قسم تین روپے، قسم دوم دو روپے

مکتبہ **المنبر**

پوسٹ بکس نمبر ۱۰۱ لائلپور

عبدالرحیم اشرف نے پاکستان الیکٹرک پریس لائلپور سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ المنبر جناح کالونی لائلپور سے شائع کیا۔